مطالعہ پاکستان (لازمی)	جماعت نہم	پرچہ I: (انشائیہ طرز)
وقت: 1 گھنٹہ 45 منٹ	ماڈل پیپر 7	کل نمبر: 40

(حصہ اوّل)

2- کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے قائدِاعظمؒ نے کیا فرمایا؟

جواب: 11 اگست 1947ء کو پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں آپؒ نے اسلامی ریاست کے تصور کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"آپ عبادت کے لیے اپنی مخصوص عبادت گاہوں میں جانے کے لیے آزاد ہیں۔ آپ کا تعلق چاہے کسی عقیدے سے ہو، ریاست کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ پاکستان کے تمام شہری مساوی ہیں اور انھیں مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔"

(ii) عدل وانصاف کا نفاذ کس طرح ممکن ہے؟

جواب: عدل وانصاف کی ضرورت زندگی کے ہر شعبے میں ہے۔ عدل وانصاف کے نفاذ کو ممکن بنانا عدالتی نظام کی ذمہ داری ہے۔ اس مقصد کے لیے عدالتوں کا آزاد ہونا نہایت ضروری ہے۔ ججوں پر کسی قسم کا سیاسی دباؤ نہیں ہونا چاہیے۔ تاکہ قانون کا اطلاق سب پر یکساں ہو۔ کوئی امیر ہو یا غریب، سزا سب کے لیے جرم کے مطابق ہونی چاہیے۔

(iii) علامہ اقبالؒ نے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا مطالبہ کن الفاظ میں کیا؟

جواب: "میری خواہش ہے کہ پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے۔ خواہ ہندوستان برطانوی سلطنت کے اندر رہ کر یا باہر رہ کر آزادی حاصل کرے، مجھے شمال مغربی مسلم ریاست کا قیام کم از کم شمالی علاقوں کے مسلمانوں کا مقدر نظر آتا ہے۔"

(iv) مسلمانوں نے یومِ نجات کب اور کیوں منایا؟

جواب: 1939ء میں جب کانگریسی وزارتوں کا خاتمہ ہوا تو قائدِ اعظمؒ اور مسلم لیگ کی اپیل پر مسلمانوں نے 22 دسمبر 1939ء کو یومِ نجات (Day of Deliverance) منایا۔

(v) بنگال کی حد بندی کمیشن میں شامل پاکستان اور بھارت کے نمائندوں کے نام لکھیے۔

جواب: بنگال کی حد بندی کے لیے پاکستان کی طرف سے جسٹس ابوصالح محمد اکرم اور ایس۔اے رحمان جبکہ بھارت کی طرف سے سی۔سی بسواس اور بی۔کے مکر جی تھے۔

(vi) 1962ء کے آئین میں کون سی اسلامی دفعات شامل کی گئیں؟

جواب: 1962ء کے دستور میں کئی اسلامی دفعات شامل کی گئیں۔ مثلاً: اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اقتدار اللہ تعالیٰ کی امانت اور اس کا عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے استعمال، پاکستان کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان اور سربراہِ ریاست کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔

(vii) میجر راجا عزیز بھٹی کو "نشانِ حیدر" سے کیوں نوازا گیا؟

جواب: لاہور واہگہ کے محاذ پر میجر راجا عزیز بھٹی اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، دشمن کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔ انھوں نے اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیا، مگر دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا اور دشمن بی۔آر۔بی نہر کو عبور نہ کر سکا۔ اس بہادری کے صلہ میں انھیں "نشانِ حیدر" سے نوازا گیا۔

(viii) ایوب خان نے صنعتی پالیسی کا اعلان کب کیا؟

جواب: 1958ء میں ایوب خان نے مارشل لاء کے نفاذ کے بعد نئی صنعتی پالیسی کا اعلان کیا۔

(ix) بنگلہ دیش میں کون سی تنظیم فسادات پھیلانے میں مصروف تھی؟

جواب: بنگلہ دیش میں "مکتی باہنی" نامی تنظیم فسادات پھیلانے میں مصروف تھی۔

-3 کوئی سے چھے (6) سوالات کے مختصر جوابات لکھیے: (12)

(i) کیرتھر کی پہاڑیاں کہاں واقع ہیں؟

جواب: کیرتھر کی پہاڑیاں دریائے سندھ کے مغرب کی جانب صوبہ سندھ اور بلوچستان کی

سرحد کے ساتھ ساتھ کوہِ سلیمان کے جنوب میں واقع ہیں۔ یہ پہاڑیاں شمالاً جنوباً پھیلی ہوئی ہیں۔ کیرتھر کی زیادہ سے زیادہ بلندی قریباً 2,150 میٹر ہے۔ دریائے حب اور لیاری کیرتھر سے بحیرۂ عرب کی طرف بہتے ہیں۔

(ii) "تھر" کے ریگستان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: پاکستان کا جنوب مشرقی حصہ ریگستانی خصوصیت رکھتا ہے۔ یہ ایک وسیع و عریض رقبے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس علاقے میں بہاولپور، سکھر، خیر پور، سانگھڑ، میر پور خاص اور تھر پارکر کے اضلاع شامل ہیں۔ بہاولپور میں اس صحرا کو چولستان یا روہی جبکہ سندھ میں تھر کہتے ہیں۔ بارش کم ہونے کی وجہ سے صحرائی نباتات ملتی ہیں۔ زیادہ تر علاقہ غیر آباد ہے۔

(iii) پاکستان کے ساحلی میدانی علاقوں میں پائی جانے والی بندرگاہوں کے نام لکھیے۔

جواب: ساحلی میدانی علاقہ چھوٹی بڑی بندرگاہوں پر مشتمل ہے، جن میں کراچی سب سے اہم بندرگاہ ہے۔ دوسری اہم بندرگاہیں: پورٹ قاسم، گوادر اور پسنی ہیں۔

(iv) سطح مرتفع پوٹھوار کی بلندی لکھیے۔

جواب: یہ سطح مرتفع سمندر سے 300 میٹر سے 600 میٹر تک بلند ہے۔

(v) دریائے چناب کا تعارف دو سطروں میں تحریر کیجیے۔

جواب: دریائے چناب کوہِ ہمالیہ سے نکل کر مرالہ کے نزدیک صوبہ پنجاب میں داخل ہوتا ہے۔ تریموں کے نزدیک دریائے جہلم اور دریائے چناب آپس میں ملتے ہیں۔

(vi) طغیانی یا سیلابی نہروں سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ وہ نہریں ہیں، جن میں پانی طغیانی کے ذریعے آتا ہے یا جب دریاؤں میں پانی زیادہ ہو۔ ان نہروں کے ہیڈ ورکس نہیں ہوتے۔ موسم برسات میں دریاؤں میں طغیانی آنے سے نہریں خود بخود چلنے لگتی ہیں۔ طغیانی نہریں زیادہ تر راجن پور، ڈیرہ غازی خان اور مظفر گڑھ کے اضلاع میں ہیں۔

(vii) قدرتی خطے سے کیا مراد ہے؟

جواب : ''قدرتی خطے سے مراد ایسا علاقہ ہے، جس میں موسم، نباتات، آبادی، لوگوں کے رہن سہن کے طریقے ایک جیسے ہوں۔'' یا ''قدرتی خطہ سے مراد زمین کا وہ علاقہ ہے، جس میں سطح زمین کی بلندی، پستی، درجہ حرارت، بارش، نباتات، حیوانات اور انسانی کام کاج تقریباً ملتے جلتے ہوں۔''

(viii) خشک پہاڑی خطے کی آبادی کے بارے میں مختصراً بیان کیجیے۔

جواب : یہ علاقے زیادہ گنجان آباد نہیں ہے۔ دیہی آبادی شہری آبادی کی نسبت سے زیادہ ہے۔ اس علاقے میں اب عورتیں کافی تعداد میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کر رہی ہیں۔ اس علاقے میں شرح خواندگی باقی خطوں کی نسبت زیادہ ہے۔ اس خطے کے اہم شہروں میں اسلام آباد، مری، ایبٹ آباد، مانسہرہ، سوات، ہنزہ اور گلگت شامل ہیں۔

(ix) حکومت پنجاب نے تحفظ نسواں ایکٹ کب منظور کیا؟

جواب : خواتین کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 24 فروری 2016ء میں پنجاب حکومت نے ''پنجاب تحفظِ نسواں ایکٹ'' منظور کیا۔

(حصہ دوم)

نوٹ: کوئی سے دو (2) سوالات کے جوابات لکھیے۔

سوال :4- قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے چودہ نکات تحریر کیجیے۔ (8)

جواب : قائدِ اعظمؒ کے چودہ نکات (1929ء):

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے نہرو رپورٹ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ آپؒ نے 1929ء میں چودہ نکات پر مشتمل درجِ ذیل رہنما اُصول پیش کیے:

1- آئندہ آئین وفاقی طرز کا ہو، جس میں صوبوں کو زیادہ خودمختاری دی جائے۔

2- تمام صوبوں کو ایک ہی اُصول پر داخلی خود مختاری دی جائے۔

3- صوبوں میں اقلیتوں کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

4- مرکزی اسمبلی میں مسلمان ممبران کی تعداد ایک تہائی سے کم نہ ہو۔

5- جُداگانہ انتخابات کا اُصول ہر فرقہ پر لاگو ہونا چاہیے' البتہ اگر کوئی فرقہ چاہے تو اپنی مرضی سے مخلوط طریقۂ انتخابات قبول کر سکتا ہے۔

6- صوبوں کی حدود میں کوئی ایسی تبدیلی نہ کی جائے جس سے پنجاب' بنگال اور شمال مغربی سرحدی صوبہ (خیبر پختونخوا) کی مسلمان اکثریت متاثر ہوتی ہو۔

7- تمام لوگوں کو یکساں مذہبی آزادی دی جائے۔

8- اگر کوئی مسودۂ قانون کسی خاص فرقے سے متعلق ہو اور اس فرقے کے تین چوتھائی اراکین اس مسودہ کے خلاف رائے دیں تو اسے نامنظور سمجھا جائے۔

9- سندھ کو بمبئی (ممبئی) سے الگ کر کے ایک صوبہ بنا دیا جائے۔

10- بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ میں دیگر صوبوں کی مانند اصلاحات نافذ کی جائیں۔

11- سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کو ان کی اہلیت اور تناسب کے لحاظ سے حصہ دیا جائے۔

12- مسلمانوں کو مذہبی اور ثقافتی تحفظ دیا جائے۔

13- صوبائی اور مرکزی وزارتوں میں مسلمانوں کو کم از کم ایک تہائی نمائندگی دی جائے۔

14- آئین میں صوبوں کی مرضی کے بغیر کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے چودہ نکات کا تجزیہ کیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ نے نہ صرف مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی ترجمانی کی' بلکہ ہندوستان میں دستوری اصلاحات کا بنیادی ڈھانچہ بھی مہیا کر دیا۔

سوال: 5- 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے اسباب، اہم واقعات اور اثرات کو تفصیلاً بیان کیجیے۔ (8)

جواب:

پاکستان، بھارت جنگ 1965ء

1965ء کی جنگ کے اسباب:

بھارت نے قیامِ پاکستان سے ہی پاکستان کو کمزور کرنے کے لیے ہر قسم کی چال چلی، کبھی سرحدی تنازعات تو کبھی پانی کی تقسیم کا مسئلہ، کبھی اثاثوں کی تقسیم میں رُکاوٹ اور کبھی کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب کرنا۔ ان سب واقعات کی وجہ سے ستمبر 1965ء میں پاک بھارت جنگ چھڑ گئی۔

رن آف کچھ میں پاک بھارت سرحدی تنازعات 1965ء کے موسمِ بہار سے شروع ہو چکے تھے اور کبھی کبھی دونوں اطراف سے ایک دوسرے پر فائرنگ ہوتی رہتی تھی۔ اسی طرح کشمیر میں بھی حالات روز بروز خراب ہوتے جا رہے تھے۔ بھارت کے وزیراعظم لال بہادر شاستری نے کشمیر کے مسئلے کو پاکستان اور بھارت کے تعلقات کے لیے ثانوی حیثیت قرار دیا۔ 1965ء میں ہی ریاست جموں و کشمیر میں بھارت نے صدارتی راج نافذ کر دیا، جس کا مطلب یہ تھا کہ مقبوضہ جموں و کشمیر مکمل طور پر بھارت کا حصہ بن چکا ہے۔ اس پر کشمیری عوام نے اس بھارتی تسلط کے خلاف مظاہرے شروع کیے۔ ان تمام واقعات نے دونوں ممالک کے درمیان کشیدگی کو بڑھا دیا۔

جنگ کے اہم واقعات:

6 ستمبر صبح 3 بجے بھارت نے غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کیا اور بین الاقوامی سرحد عبور کرتے ہوئے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ ان میں لاہور سیکٹر، رن آف کچھ، سیالکوٹ (چونڈہ) اور کشمیر وغیرہ کے محاذ شامل تھے۔

اس موقع پر صدرِ پاکستان جنرل ایوب خان نے ریڈیو اور ٹی وی پر قوم سے خطاب کرتے

ہوئے کہا:

''ہمارے بہادر سپاہی دشمن کو پسپا کرنے کے لیے آگے بڑھ گئے ہیں اور پاکستان کی مسلح افواج بہادری کا مظاہرہ کرے گی۔ ہماری مسلح افواج نا قابلِ شکست جذبے سے دشمن کو شکست دے گی۔ بھارتی حکمرانوں کو یہ علم نہیں کہ انھوں نے کس قوم کو للکارا ہے۔'' پاکستان کی فوج نے جواں مردی کے ساتھ اپنے سے کئی گنا بڑے دشمن کا مقابلہ کیا اور پاکستان کی بہادر عوام نے اپنی فوج کا بھرپور ساتھ دیا۔ ملی نغموں نے عوام اور افواج کے جذبے کو مزید بڑھا دیا۔ لاہور واہگہ کے محاذ پر میجر راجا عزیز بھٹی اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' دشمن کو اپنے علاقے میں داخل ہونے سے روکے رکھا۔ انھوں نے اپنی جان کا نذرانہ تو پیش کر دیا' مگر دشمن کو کامیاب نہ ہونے دیا اور دشمن بی۔ آر۔ بی نہر کو عبور نہ کر سکا۔ اس بہادری کے صلہ میں انھیں ''نشانِ حیدر'' سے نوازا گیا۔

چونڈہ کے مقام پر ٹینکوں کی بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔ ہمارے جوانوں نے اپنے جسموں پر بم باندھ کر دشمن کے ٹینکوں کا راستہ روکا۔ ہماری فضائیہ نے بھی اپنی صلاحیت سے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کیا۔ صرف ابتدائی تین دنوں میں بھارتی فضائیہ کی کمر توڑ دی گئی۔ فضائی جنگ میں سکواڈرن لیڈر ایم۔ ایم عالم کا نام ہمیشہ کے لیے تاریخ میں رقم ہو گیا' جنھوں نے صرف ایک منٹ میں بھارتی فضائیہ کے پانچ جہاز فضا میں تباہ کیے۔ ہمارے فوجی جوانوں نے جنگی تاریخ کے یادگار کارنامے سرانجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا جبکہ عوام کا جذبہ بھی دیکھنے کے قابل تھا۔

جنگ کے اثرات:

اس عوامی جوش و خروش کے پیشِ نظر پاکستان کے تین شہروں لاہور' سرگودھا اور سیالکوٹ کو ہلالِ استقلال سے نوازا گیا۔ اس جنگ کی بدولت پاکستان کے عوام میں قومی یکجہتی اور اتحاد کی روح پیدا ہوئی۔ پوری قوم نے اپنے ذاتی اندرونی اختلافات کو بھلاتے ہوئے متحد ہو کر پورے نظم و ضبط کے ساتھ حملہ آور دشمن کا مقابلہ کیا۔ صدرِ پاکستان کی اپیل پر پوری قوم نے دل کھول کر

چندہ دیا۔ نوجوانوں نے ہسپتال جا کر اپنے زخمی فوجی بھائیوں کو خون دیا۔ اس جنگ میں برادر اسلامی ممالک نے پاکستان کا بہت ساتھ دیا۔ اس جنگ کی وجہ سے پاکستان کا دفاع مضبوط ہوا اور مسئلہ کشمیر اُجاگر ہوا۔

ہر سال 6 ستمبر کی یوم دفاع کی تقریبات، جوش و خروش اور جذبے سے منائی جاتی ہیں۔ تا کہ ایک دفعہ پھر دشمن کو بتایا جائے کہ تمام سچے جذبے آج بھی اپنے وطن کے لیے ہیں۔ 6 ستمبر 1965ء کی صبح بھارت نے پاکستان پر حملہ کیا اس حملے کے جواب میں ہماری فوج نے جس طرح وطن کا دفاع کیا، اس کی مثال نہیں ملتی۔ ہر کوئی اپنے اپنے انداز میں وطنِ عزیز کے لیے قربانی دینے کو بے قرار تھا۔ افواج کے ساتھ ساتھ 1965ء کی پاکستان، بھارت جنگ میں عوام کے جذبوں اور دعاؤں کی بدولت فتح پاکستان کا مقدر بنی۔ قومی یکجہتی، حب الوطنی اور اتحاد نے ہمارا سر پوری دنیا میں اونچا کر دیا۔ اس جنگ میں پاکستان کی بہادر افواج نے بھارت کے دانت کھٹے کر دیے۔ ملک اور قوم کی حفاظت کرنے والے بہادر جوانوں کو سلام کہ جنھوں نے اپنی زندگی کی بھی پروانہ کی اور شہادت کے اونچے مرتبے پر فائز ہو گئے۔

سوال 6- نوٹ لکھیے: **(4, 4)**

(الف) پاکستان کے بڑے گلیشیئر

(ب) خواتین کے تحفظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومتی کردار

جواب: **(الف) پاکستان کے بڑے گلیشیئر**

پہاڑیوں کی وادیوں میں جمی ہوئی برف، جو کہ ڈھلوان کی طرف حرکت کرتی ہے، گلیشیئر کہلاتا ہے۔ زیادہ بلند علاقوں میں درجۂ حرارت کم ہونے اور برف باری سے گلیشیئر بنتے ہیں۔ مسلسل برف کے جمے ہونے سے نیچے والی برف سخت ہو جاتی ہے اور کم بلندی کی طرف سرکنا شروع کر دیتی ہے، جس سے گلیشیئر حرکت کرتا ہے۔ پاکستان نیم حاری آب و ہوا کے خطے میں واقع ہے۔ جہاں عام طور پر زیادہ سردی اور بارش نہیں ہوتی، لیکن پاکستان کے شمال اور شمال

مشرقی علاقے ہمالیہ، قراقرم اور ہندوکش جیسے دنیا کے بلند ترین پہاڑوں پر مشتمل ہیں۔ تمام سال برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ اِن پہاڑی سلسلوں میں دنیا کے بڑے بڑے گلیشیرز موجود ہیں، جن کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

1- سیاچن گلیشیئر:

سیاچن بلتی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی جنگلی گلاب کے ہیں۔ اس گلیشیئر پر یہ پودا زیادہ اُگتا ہے، اس لیے بلتی لوگ اسے سیاچن کہتے ہیں۔ اس کی لمبائی 70 کلومیٹر ہے۔ یہ سلسلہ قراقرم میں واقع ہے۔

2- بالتورو گلیشیئر:

بالتورو گلیشیئر بلتستان میں واقع ہے۔ اس کی لمبائی 62 کلومیٹر ہے۔ مشہورِ زمانہ کے۔ ٹو پہاڑ بھی اسی گلیشیئر میں واقع ہے۔ برالدو کا دریا (Braldu River) اسی گلیشیئر سے نکلتا ہے، جو دریائے سندھ میں گرتا ہے۔ سکردو شہر سے اس گلیشیئر تک رسائی کی جا سکتی ہے۔

3- بتورا گلیشیئر:

بتورا گلیشیئر 54 کلومیٹر لمبا ہے۔ یہ وادیٔ گوجل، گلگت بلتستان میں واقع ہے۔

4- بیافو گلیشیئر:

بیافو گلیشیئر قراقرم کے پہاڑوں میں واقع ہے۔ اس کی لمبائی 63 کلومیٹر ہے۔ یہ ہسپر گلیشیئر سے ملتا ہے، جو کہ وادیٔ ہنزہ میں واقع ہے۔

5- ہسپر گلیشیئر:

ہسپر گلیشیئر پاکستان کے شمالی علاقے بلتستان میں واقع ہے۔ یہ گلیشیئر 49 کلومیٹر لمبا ہے۔ دریائے ہسپر اسی گلیشیئر سے نکلتا ہے۔

(ب) خواتین کے تحفظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومتی کردار

پاکستان میں بہت سی خواتین تشدد کے خلاف آواز نہیں اُٹھاتیں، کیونکہ انھیں ناانصافی کے

خلاف کوئی معاشرتی امدادِ میسر نہیں ہوتی۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے صوبائی حکومت نے صوبے میں ضلعی سطح پر ''انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین'' قائم کیے ہیں۔ یہ مراکز صبح سے شام تک کھلے رہتے ہیں اور وہاں کا تمام عملہ خواتین پر مشتمل ہے۔ خواتین کے تحفظ اور ان کو بااختیار بنانے میں حکومت نے درجِ ذیل اقدامات کیے ہیں:

1- ضلعی سطح پر قائم انسدادِ تشدّد مراکز برائے خواتین میں تشدّد سے متاثرہ خواتین کو پولیس تک رسائی حاصل ہے۔

2- تشدّد سے متاثرہ خاتون کے پسماندگان کو ضرورت پڑنے پر طبی، قانونی اور نفسیاتی امداد مہیا کی جاتی ہے۔ اسی طرح ان کو پناہ گاہیں بھی میسر ہیں۔

3- اگر کسی مرکز میں انھیں کوئی مشکل پیش آتی ہے تو وہ محافظ ٹیموں سے رابطہ کر سکتے ہیں، جن کے سربراہ ضلعی تحفظِ خواتین آفیسرز (District Women Protection Officer-DWPO) ہیں۔

4- خواتین ہی ضلعی تحفظِ خواتین کمیٹیوں (District Women Protection Committees-DWPC) کا حصہ ہیں، جو خواتین کو تشدّد سے بچانے کے لیے کسی جگہ بھی داخل ہو سکتی ہیں۔

5- متاثرہ خواتین اگر سنٹر نہیں آ سکتیں تو اس کے لیے ٹال فری نمبر قائم کیے گئے ہیں۔ تاکہ وہ فون کے ذریعے معلومات اور امداد حاصل کر سکیں۔ یہ ٹال فری نمبر پہلے سے قائم شدہ ٹال فری نمبر 1043 کے علاوہ ہے، جہاں خواتین تشدّد کے خلاف شکایات کر سکتی ہیں۔

پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق تمام انسانوں کو آزادانہ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ تاکہ وہ معاشرے کے آزاد اور برابر کے شہری بن سکیں۔ جب تک خواتین عدم مساوات اور ظلم کا شکار ہیں، وہ اپنا جائز مقام حاصل نہیں کر سکتیں۔ خواتین کے جرائم کے خلاف خاموشی بے شمار مظالم کا سبب بنتی ہے۔ ہر پاکستان کے شہری پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تشدّد کی شکار خواتین کی امداد کرے اور ان کے تحفظ کے لیے حکومت سے تعاون کرے۔ ایسے شہریوں کی بھی حفاظت کی جائے، جو تشدّد کی شکار خواتین کے مقدمات کو متعلقہ حکام تک پہنچاتے ہیں۔ ہم ظلم اور ناانصافی کے خلاف آواز اُٹھا کر ہی اپنے معاشرے کو ترقی یافتہ اور خوشحال بنا سکتے ہیں۔ ایک انصاف پر مبنی اور خوشحال معاشرہ ہی امن اور محبت کا گہوارہ بن سکتا ہے۔